# فارسی و اُردو کی چند کم یاب کتابیں

## کتاب خانۂ دانش گاہ دہلی میں

از

(جناب نثار احمدؔ صاحب فاروقی)

(۲)

۹۔ سفرنامۂ حکیم ناصر خسرو | مولانا الطاف حسین حالی مرحوم[1] کے سوانح نگاروں میں بہت کم اس حقیقت

---

[1] الطاف حسین حالی کے والد کا نام خواجہ ایزد بخش ہے ان کا سلسلہ نسب شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری (۳۹۵ - ۴۰۶ ہجری) سے ملتا ہے۔ حالی کی پیدائش بقول خود تقریباً ۱۲۵۳ھ مطابق ۱۸۳۷ء میں ہوئی۔ پانی پت ضلع کرنال کے محلہ انصاریان میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ "سادات شہداپور" کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں۔ حالی نے بے ضابطہ طور پر تعلیم حاصل کی لیکن وہ اُردو، فارسی اور عربی میں پوری دستگاہ رکھتے تھے۔ اُن کی تصنیفات میں یادگارِ غالب، حیاتِ سعدی، حیاتِ جاوید، مقدمہ شعر و شاعری اور مسدس مدوجزرِ اسلام، زندۂ جاوید ہیں۔ حالی نے بیک وقت اردو میں تنقید کی روایت مستحکم کی، شاعری کے فرسودہ سانچوں کو توڑا، مسلمانوں میں تعلیمی سرگرمیوں کا احساس پیدا کیا، اُردو نثر میں سادگی اور سلاست کو رواج دیا، اور شاعری میں حب الوطنی اور قوم پروری کے جذبات پیش کئے۔ اس طرح وہ گویا اُردو ادب کا ایک انقلابی دور ہیں اُن کی ذات سے کئی عہد شروع ہوتے ہیں کئی روایتیں پیدا ہوتی ہیں۔ شاعری میں انھوں نے غالب اور شیفتہ سے استفادہ کیا۔ جدید اُردو شاعری کا بانی بھی حالی کو سمجھا جاتا ہے سب سے پہلے حالی اور محمد حسین آزاد نے موضوعاتی نظمیں لکھیں۔ ۱۸۷۰ء میں وہ پنجاب کے محکمہ تعلیم سے وابستہ تھے ۱۸۷۵ء میں اینگلو عربک کالج دہلی میں مدرس ہو گئے۔ ۱۸۹۱ء میں ملازمت سے استعفا دے دیا۔ ۱۹۰۴ء میں شمس العلما کا خطاب بھی ملا۔ سو روپے ماہوار حیدرآباد سے وظیفہ خدمات علمی کے صلے میں ملتا تھا اسی پر قناعت کئے رہے۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۴ء کو ۷۷ برس کی عمر میں انتقال فرمایا (مطابق ۱۳ صفر ۱۳۳۳ھ) انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پانی پت ہی میں مدفون ہوئے۔ حالی پر مزید مطالعے کے لئے ملاحظہ ہوں۔

۱۔ رسالہ اُردو جلد ۱۳ و ۳۳۔ ۲۔ چند ہم عصر۔ ۳۔ یادگارِ حالی: صالحہ عابد حسین
۴۔ داستان تاریخ اردو: حامد حسن قادری ۵۔ تلامذہ غالب: مالک رام
۶۔ زمانہ کانپور: حالی نمبر ۷۔ مقدمہ شعر و شاعری مرتبہ ڈاکٹر وحید قریشی
۸۔ Hali's poetry Jamil Ahmed ۹۔ مطالعہ حالی: شجاعت علی سندیلوی۔ وغیرہ

سے واقف ہیں کہ مولانا نے حکیم ناصر خسروؔ[1] کے سفرنامہ کو مرتب کر کے شائع کرایا تھا صالحہ عابد حسین کی کتاب "یادگارِ حالی" کا دیباچہ لکھتے ہوئے مولانا ابوالکلام آزاد نے اس کی طرف توجہ دلائی تھی انھوں نے خود بھی یہ کتاب نہیں اس کا اشتہار دیکھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

"خواجہ صاحب کی علمی خدمات کے سلسلے میں ایک کتاب کا ذکر رہ گیا ہے یعنی حکیم ناصر خسرو کے سفرنامے کی تصحیح اور اشاعت۔ حیاتِ سعدی کا پہلا ایڈیشن جو دہلی میں چھپا تھا میرے کتب خانے میں ہوگا۔ مجھے یاد ہے کہ اس کے ٹائیٹل پیج پر اس سفرنامے کا اشتہار چھپا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حیاتِ سعدی سے پہلے یہ کتاب چھپ چکی تھی۔"[2]

اول تو کسی نے حالی کے علمی کارناموں کی فہرست بناتے ہوئے اس کتاب کا نام ہی نہیں لکھا اور جنھوں نے لکھا وہ بھی اس کتاب کو دیکھنے کے مدعی نہیں۔ پروفیسر حامد حسن قادری نے داستانِ تاریخ اردو میں حالی کی "تصانیف نثر بہ ترتیب تصنیف" درج کی ہیں (ص ۵۴۶ - ۵۴۷) لیکن "سوانح عمری حکیم ناصر خسرو ۱۲۹۹ھ/۱۸۸۲ء" کے بعد لکھا ہے کہ "اب نایاب ہے"۔

دوسری بار یہ اصل سفرنامہ ۱۹۴۱ء میں انجمن ترقی اردو ہند کی طرف سے ترجمہ ہو کر مع حواشی و تعلیقات کے شائع ہو چکا ہے۔ ترجمہ مولانا عبدالرزاق کانپوری (مصنف "البرامکہ" و "نظام الملک طوسی") نے کیا تھا۔ اس میں ۱۷ صفحوں کی فہرست مضامین (ص الف تا س) ۱۸ صفحوں پر مقدمہ و خاتمہ اور ۱۵۶ صفحات میں متن کا ترجمہ پھر صفحہ ۱۵۷ سے صفحہ ۲۲۳ تک "حواشی سفرنامہ متعلق امصار و دیار و مشاہیر حکما و علما وغیرہ" ہیں۔ سائز وہی ہے جو انجمن کی کتابوں کا ہوتا ہے۔

یہ سفرنامہ سب سے پہلے الطاف حسین حالی نے ۱۸۸۲ء میں ایڈٹ کر کے شائع کیا تھا جو ۲۰×۲۶

---

[1] حکیم ناصر خسرو کے سفرنامے پر حالی کا مقدمہ بہت جامع ہے اور اب تک اردو خواں حلقے کے سامنے نہیں آیا ہے اس کی جامعیت اور افادیت کے پیش نظر ہم اس کا اردو ترجمہ آئندہ قسط میں پیش کریں گے انشاء اللہ۔ مرتب

[2] یادگارِ حالی: صالحہ عابد حسین ص ۱۸

سائز پر دو قسم کے کاغذ پر چھاپا گیا تھا۔ "قسم اوّل کی فی جلد ایک روپیہ اور قسم دوم کی فی جلد بارہ آنہ قیمت" تھی۔ سرورق کے آخری صفحے پر "The travels of Nasir khasrau" کا اشتہار یا تعارف انگریزی میں بھی تھا۔

اس سفرنامے کا ایک نسخہ کتب خانہ دانش گاہ دہلی میں محفوظ ہے۔ جس کے سرورق کی عبارت ہے:

هُوالمستعان

سفرنامہ حکیم ناصر خسرو علوی بلخی متضمن حالات سفر ایران وارمینیہ وشام وفلسطین وعراق

وعرب ومصر واقع ۴۳۷ھ

مع

سوانح عمری مصنف

رقم زدہ جناب مولانا خواجہ محمد الطاف حسین صاحب حالی مدرس اول السنہ مشرقیہ اینگلو عربک اسکول دہلی۔ حسب فرمائش جناب منشی محمد یعقوب علی صاحب

۱۸۸۲ء

در مطبع اخبار خیر خواہ ہند دہلی باہتمام مہاراج طبع گردید

حسب ضابطہ رجسٹری نمودہ شد

"ص ۱" سے اس کا مقدمہ بہ عنوان "سیرت حکیم ناصر خسرو۔ صاحب سفرنامہ، رقم زدہ کلک گہر سلک جناب مولوی خواجہ محمد الطاف حسین صاحب انصاری پانی پتی مقیم دہلی متخلص بہ حالی سلمہ،" زبان فارسی میں ہے اور ص ۳۲ تک پھیلا ہوا ہے۔ ص ۳۳ سے "سفرنامہ ناصر خسرو علوی ۱۲۹۹ھ" شروع ہوتا ہے جو ص ۱۳۴ پر ختم ہو جاتا ہے۔ ص ۱۳۵ سے "خاتمہ" ہے جس میں محمد یعقوب علی نے لکھا ہے کہ:

"اگرچہ مسلمان سیاحوں نے عربی زبان میں اکثر سفرنامے لکھے ہیں، فلفائے اندلس کے ہاں جو سیاح اپنے سفر کے حالات لکھتے تھے اُن کی کمال قدردانی کی جاتی تھی مگر فارسی زبان میں قدیم

زمانے کا کوئی سفرنامہ اس کے سوا نہیں دیکھا گیا۔ یہ سفرنامہ بھی نہایت نادر الوجود تھا صرف عالی جناب مستطاب نواب ضیاء الدین احمد خاں صاحب[1] بہادر کے کتب خانے میں اس کا ایک نسخہ موجود تھا وہاں سے لے کر فرانس کے ایک نامی مصنف چارلس شیفر صاحب نے اس کا ترجمہ اپنی زبان میں شائع کیا ہم نے بھی یہ چاہا تھا کہ اس کا ترجمہ اردو میں کیا جائے مگر چونکہ آٹھ سو برس کی تصنیف اور اس کی طرزِ تحریر خود ایک ایسی یادگار چیز تھی جس کا اہل وطن کو دکھانا ضرور تھا اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ مصنف کی اصل زبان ہی میں اس قدیم سفرنامے کی اشاعت کی جائے۔ ناصر خسرو کے نام سے ہمارے ہم وطن بہت کم واقف ہیں لیکن تمام ممالک ایران اور ترکستان وغیرہ میں وہ اعلیٰ درجے کا حکیم اور اعلیٰ درجے

---

[1] نواب ضیاء الدین احمد خاں نیّر رخشاں، نواب احمد بخش خاں رستم جنگ والئی لوہارو و فیروز پور جھرکہ کے صاحبزادے تھے۔ گلی قاسم جان دہلی میں مستقل قیام رہتا تھا جو اُن کے جدِ اعلیٰ کے نام سے منسوب ہے۔ نواب صاحب کی نشست گاہ وہ تھی جس میں آج کل روزنامہ الجمعیۃ دہلی کا دفتر ہے۔ نواب احمد بخش خاں نے چار فرزند اپنی یادگار چھوڑے تھے ایک بیوی سے نواب مرزا خاں داغ کے والد نواب شمس الدین احمد خاں تھے جو ولیم فریزر ریزیڈنٹ دہلی کو قتل کرانے کے الزام میں پھانسی پا گئے تھے (۱۸۳۵ء) دوسری بیوی سے نواب امین الدین احمد خاں اور نواب ضیاء الدین احمد خاں تھے۔ احمد بخش خاں نے جب ریاست اپنے فرزندوں میں تقسیم کی تو فیروز پور جھرکہ نواب شمس الدین احمد خاں کے حصے میں آیا اور لوہارو موخر الذکر دونوں بھائیوں کو ملا۔ لوہارو کی ریاست میں حصہ کے عوض اُن میں ۱۸ ہزار سالانہ سرکار انگریزی کے خزانے سے ملتے رہے۔ نواب ضیاء الدین خاں کی تعلیم و تربیت میں غالب نے بھی دلچسپی لی تھی انھوں نے مولانا فضل حق خیرآبادی، مفتی صدر الدین خاں آزردہ اور مولوی کریم اللہ جیسے علماء سے کسبِ علوم کیا۔ فارسی میں غالب سے اور اردو میں غالباً مومن سے اصلاح لیتے تھے فقہ، تفسیر، منطق اور ادب کے علاوہ نجوم، ہیئت، تاریخ اور جغرافیہ میں کافی درک رکھتے تھے۔ ان کا کتب خانہ بڑا نادر تھا لیکن سب غدر میں تاراج ہوگیا غدر کے بعد جو کتابیں جمع کیں اُن کا کچھ حصہ اب ندوۃ العلماء لکھنؤ میں محفوظ ہے۔ رخشاں کا کلام "جلوۂ صحیفۂ زریں" کے نام سے اُن کے فرزند نواب سعید الدین احمد خاں نے جمع کر کے ۱۹۱۵ء میں طبع کرا دیا تھا۔ اس میں اُن کے حالاتِ زندگی بھی شامل ہیں۔ اس کا بھی ایک نسخہ کتب خانہ دانش گاہ دہلی میں محفوظ ہے۔ نواب ضیاء الدین نے ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۰۲ھ مطابق ۲۷ جون ۱۸۸۵ء بروز شنبہ انتقال فرمایا اور درگاہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ میں اپنے والد ماجد کے پہلو میں مدفون ہوئے "روز شنبہ، سیزدہ ماہ صیام" مادۂ تاریخ ہے جس سے ۱۳۰۲ھ برآمد ہوتے ہیں۔ (تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو: تلامذۂ غالب: مالک رام ص ۲۸۵ تا ۲۹۰ - جلوۂ صحیفۂ زریں، اور ذکرِ غالب وغیرہ۔)

کا شاعر اور صوفی مانا جاتا ہے اور سیادت کے سبب اس کی اور بھی زیادہ تعظیم کی جاتی ہے۔ اگرچہ کتب تواریخ وسیر میں اس کے اکثر حالات افسانے کے طور پر لکھے گئے ہیں مگر شہسوار عرصۂ سخن دانی فارس مضمار نکتہ پروری حضرت مولوی محمد الطاف حسین صاحب حالی نے تمام حالات خود اس کے کلام سے اخذ کر کے لکھے ہیں اور کوئی بات بغیر کافی ثبوت کے تحریر نہیں فرمائی سب سے زیادہ حکیم صاحب کا حال تذکرہ آتش کدہ اور تذکرہ دولت شاہی میں لکھا گیا ہے مگر حضرت ممدوح کی تحقیقات سے ناظرین کو واضح ہوگا کہ ان تذکروں میں کس قدر کم بیان تنقیح اور اطمینان کے قابل تھا حق یہ ہے کہ جناب موصوف نے آٹھ سو برس بعد حکیم مغفور کو از سر نو زندہ کیا اور اس کی لائف پر جو بے شمار پردے پڑے ہوتے تھے وہ بالکل اٹھا دیئے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے ہم وطن اس عزیز الوجود کتاب کی جو مولوی صاحب ممدوح کی تصحیح سے طبع ہوئی دل سے قدر کریں گے۔ خاکسار محمد یعقوب علی" (صـ۱۳۶)

اس تعارف کے بعد اسی صـ۱۳۶ پر "قطعۂ تاریخ از نتائج فکر بلند نواب ضیاء الدین احمد خاں بہادر رئیس لوہارو متخلص بہ نیرؔ" درج ہے وھو ھذا ؎

سفر نامہ ناصر خسرو است — کہ گردید طبع اندریں روزگار
بہ تصحیح و تحریر دیباچہ اش — بپرداخت حالیٔ حکمت شعار
بود سال اتمام طبع کتاب — "سفر نامہ ناصر ہوشیار" ۱۲۹۹ھ

ناصر خسرو کے حالات میں حالی نے جو ۳۲ صفحوں کا مقدمہ فارسی میں لکھا ہے وہ اب تک اُن کے کسی مجموعۂ مضامین میں شامل نہیں ہوا ہے۔ اُن کی فارسی نویسی کا مختصر نمونہ اور اس عالمانہ مقدمے کا اُردو ترجمہ "حالیات" سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے آئندہ پیش کیا جائے گا۔

---

**تدوین حدیث** از مولانا سید مناظر احسن گیلانی رح ۔ حدیث کی کتابت و تدوین اس کی شرعی حیثیت واہمیت اور اس کے متعلق تمام مباحث پر نہایت تحقیق و تفصیل سے لکھا
دینی معلومات کا خزانہ — صفحات ۴۸۷ — قیمت ۔/۷
ملنے کا پتہ **مکتبہ برہان اُردو بازار جامع مسجد دہلی**